ڈاکٹر رابعہ سرفراز*

بخش لائل پوری کا تصور انسانیت

Abstract: *Bakhsh Layalpuri is a renowned Urdu poet who migrated to Layalpur after the partition. He spent a remarkable literary life having a true and serious commitment with progressive movement. Human beings ,humanity and humanism are the basic topics of his poetry. He is in the search of those persons in his society who are the messenger of peace and philanthropy. He believes in the elimination of darkness,hopelessness and frustration from the world. The article describes his optimistic point of view through his poetry.*

بخش لائل پوری کا اصل نام کرم بخش جبکہ قلمی نام بخش لائل پوری ہے۔ ان کی پیدائش کپور تھلہ (مشرقی پنجاب) کے ایک گاؤں میں ہوئی تھی۔ وہ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے فیصل آباد تشریف لائے جو اس وقت لائل پور تھا۔ اسی بنا پر انھوں نے اپنے نام کے ساتھ لائل پوری کا لاحقہ لگالیا۔ انھوں نے ایک بھرپور ادبی زندگی گزاری۔ ترقی پسند تحریک سے ان کی گہری وابستگی تھی۔ انسان اور انسانیت ہمیشہ سے شعرا اور ادبا کے مباحث کا موضوع رہے ہیں۔ زندگی کی مثبت قدروں کی ترویج اور فروغ سچے فن کار کی تخلیقات کا محرک ہے۔ بخش لائل پوری کی شاعری بھی غریب اور مظلوم عوام پر ہونے والے ظلم و ستم کے خلاف ایک بلند آواز کی حامل ہے۔ ان کے تخیل اور فکر کا دائرہ انسانیت کے گرد گردش کرتا ہے اور وہ معاشرے میں ایسے انسان کی تلاش میں مصروف ہیں جو خیر کا پیامبر ہو۔

کوئی شاید خدا کے روپ میں لوگو! ہمیں مل جائے
حرج کیا ہے چلو آواز دے کر دیکھ لیتے ہیں۔۱

وہ اپنے آپ کو ایک ایسے جگنو سے تشبیہہ دیتے ہیں جسے اس دنیا میں بے خبر لوگوں میں آگہی اور شعور کے فروغ کے لیے بھیجا گیا۔ معاشرتی زوال کا ماتم کرتا شاعر ظالم کے ظلم کا بیان اس طرح کرتا ہے:

زنّار گر پڑا کہیں دستار گر پڑی
ظالم کے سر پہ ظلم کی دیوار گر پڑی۔۲

* ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد۔

بخش لائل پوری رجائیت کے علم بردار ہیں انھیں ظلم کے خاتمے کا یقین بھی ہے اور غریب کے طاقت ور بننے کی امید بھی۔ انھیں منافقانہ رویے تکلیف دیتے ہیں اور وہ افراد کے دوغلے پن سے نالاں نظر آتے ہیں۔ انسان کی ارزانی کا تصور ان کے لیے نہایت اذیت ناک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ظالم حکمرانوں کی فرعونیت نے فرعون کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

کٹ رہی ہیں تن کی فصلیں کارزارِ دہر میں
تیرتی ہیں جابجا لاشیں لہو کی نہر میں
اک فقط فرعون پر ہی قتل کا الزام کیوں
تم نے کتنے سر اُڑائے ہیں ہمارے شہر میں ۔۳

ظلم و جبر کے اس دور میں افراد کے دلوں میں ان دیکھا خوف اپنی جگہ بنا چکا ہے لیکن اس کڑے وقت میں بھی حق گوئی اور صداقت ایک بڑی طاقت ہے جسے اپنانے والے جزا و سزا کا خوف نہیں رکھتے۔ عوام کے استحصال ٗحکمرانوں کے جابر رویوں اور ظلم و ستم نے ہر انسان کے اندر درد و غم کی شدت کو ناقابلِ برداشت بنا دیا ہے۔ جس دن عوام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا ٗ ان کے اندر کا آتش فشاں اس دنیا کو نیست و نابود کر ڈالے گا۔

اللہ جانے کب یہ پھٹ کر دنیا کو برباد کرے
میرے عہد کا ہر اک انساں ایٹم بم پر بیٹھا ہے۔۴

حرص و ہوس کی دوڑ نے انسان کو انسان سے بیگانہ کر دیا ہے۔ ہر کوئی اپنے مفاد کی جنگ میں مصروف ہے۔ اپنے پرائے کا کوئی ہوش نہیں ہے۔ دوسروں کے دکھ درد سے لاتعلق اور بے نیاز ایسے لوگوں کے لیے بخش کہتے ہیں:

سب اپنی ہوس میں جلتے ہیں اور درد پرایا ختم ہُوا
دیوار کے ہم جو قریب آئے دیوار کا سایہ ختم ہوا۔۵

فراغ دلی اور وسعت نظری سے عاری معاشروں میں حرص و ہوس کا دور دورہ ہے۔ ایک دوسرے کے دکھ درد پر تڑپنے والے افراد محض کتابوں کی زینت ہیں اور حقیقی معنوں میں خال خال ہی ملتے ہیں۔ وہ اخلاقی ادار جو انسان اور شیطان میں حدِ فاصل ہیں ٗزوال آمادہ معاشروں میں ناپید ہو چکی ہیں۔ اقتدار اور اختیار مردہ ضمیروں کے ہاتھ میں ہے جو اعلیٰ و ارفع نصیحتیں تو کرتے ہیں مگر عمل سے عاری ہیں۔ ان تمام تر تلخ حقائق کے باوجود بخش لائل پوری انسانیت کا پیغام عام کر رہے ہیں۔ انھیں نا امیدی میں امید اور اندھیرے میں اجالے

کی کرن نظر آتی ہے۔وہ زندگی کے تلخ حقائق کا سامنا کرنے کے باوجود خوشگوار ساعتوں کے منتظر ہیں اور ایسے فرحت بخش لمحات کی تلاش جاری رکھے ہوئے ہیں جو زندگی کو خوبصورت اور حسین بناتے ہیں۔ خزاں میں بہار کا انتظار انھیں خوش رکھتا ہے۔

بخش اس بے رحمی دورِ خزاں کے باوجود
بانجھ شاخوں پر ثمر کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں لوگ۔٦

عالمی منظر نامے کو دیکھتے اور دنیا کے طاقت ور ممالک کی شاطرانہ چالوں کو سمجھتے ہوئے شاعر اس تلخ حقیقت کا بیان کرتا ہے کہ طاقت کے نشے میں سرشار اور اپنی اسلحہ ساز فیکٹریوں کا اسلحہ بیچنے کی مہم میں مشغول یہ ممالک امن کے نام پر دنیا میں تباہی اور بربادی پھیلا رہے ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں بدامنی اور ناانصافی کے خاتمے کا نعرہ لگاتے ہوئے گھس جاتے ہیں اور پھر وہ تباہی اور دہشت گردی شروع ہوتی ہے جو کسی صورت ختم ہوتی نظر نہیں آتی۔ انسانی حقوق کی حفاظت کا نعرہ لگانے والے انسان اور انسانیت کو یکسر فراموش کر دیتے ہیں ۔مظلوموں کی چیخ پکار ہو یا دبی سسکیاں۔۔۔انھیں کچھ سنائی نہیں دیتا۔ایسے میں کائنات میں کہیں انسان اور انسانیت کا درد باقی ہے تو یہ کسی معجزے سے کم نہیں۔

شہر دہشت میں ہجومِ قاتلاں کے درمیاں
ہم اگر زندہ ہیں تو یہ معجزے سے کم نہیں۔٧

جابر حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا دین کی تعلیم تو ہے لیکن دورِحاضر کا سب سے بڑا جرم بھی ہے جس کی سزا بہت سخت ہے ۔ایسے میں سچ بات کہنا بہت سے مصائب اور مشکلات کو دعوت دینا ہے ۔اس کے باوجود حق کے لیے لڑنے اور سچ پر قائم رہنے والے لوگ مل ہی جاتے ہیں۔ ہر چند کے ان کے لیے ہر قدم پر کربلا موجود ہے۔ دہشت گردی 'بم دھماکوں 'خود کش حملوں اور قتل وغارت گری نے زندگی کی کتاب کو لہورنگ کر ڈالا ہے۔ایسے دل دوز مناظر دیکھ کر آنکھیں پتھرا گئی ہیں۔ جس کا زور چلتا ہے کمزور کو روندتا ہوا آگے نکل جاتا ہے غریب کی جان کی کوئی قدر وقیمت نہیں۔انسانی خون ارزاں ہو گیا ہے اور حکمران عوام کو مسلسل فریب کے جال میں پھنسا رہے ہیں ۔اس عمل میں بہت سے دانشوران کے دست وبازو بن چکے ہیں۔

دانشورانِ قوم بھی ظلمت فروش ہیں
اہلِ ہوس کے ہاتھ میں ان کی نکیل ہے۔٨

معاشرتی بدامنی اور بدحالی کے تمام الزامات غیر ممالک پر ڈالے جاتے ہیں لیکن ان کے آلۂ کار بننے والوں میں ہمارے اپنے لوگ شامل ہیں جو ملک و قوم سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اہلِ کچھ تو ایسی پالیسیوں کی وجہ سے جن کے سبب امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہو رہا ہے اور کچھ دین کے غلط تفہیم اور تعبیر کی بدولت۔۔۔روپے پیسے کی ہوس میں نفسانفسی کی اس دوڑ میں مظلوم کی مدد کو کوئی

نہیں نکلتا البتہ اہلِ ستم کے حق میں ہزاروں دلیلیں دی جاتی ہیں۔ اب ارضِ وطن کے ہر گوشے کی حالت ایسی ہو چکی ہے کہ بقول بخش لائل پوری

ہمارے شہر کی ہر اک گلی میں
ہزاروں بے کفن لاشے پڑے ہیں۔۹

بخش لائل پوری کی شاعری کے اس پہلو کے حوالے سے سیدہ نسرین نقاش کے خیالات ملاحظہ کیجیے:

"یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ بخش دکھی انسانیت کے شاعر ہیں۔ آپ بنی نوع انسان کی خوش حالی اور طمانیت کے خواب دیکھتے ہیں۔ امن محبت اور مساوات کی اعلیٰ انسانی اقدار کو پھلتے اور پھولتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ بخش کو جبر و ستم غلامی و غربت سرمایہ و امارت اور استحصال کے چلن سے سخت نفرت ہے۔"۔۱۰

مظلوم کی دادرسی اور ظلم سے نفرت ان کی شاعری کا اہم موضوع ہے۔ وہ ایک اہم عصری مسئلے کی جانب ہماری توجہ مبذول کراتے ہیں کہ مذہب کا لبادہ اوڑھنے والے دراصل کس قدر ظالم اور جابر ہیں جو اپنے مذموم عزائم کا خاطر اسلام کا نام اقوامِ عالم کی نظروں میں اس ایک منفی طرزِ فکر کے حامل مذہب کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔

مظلوم کا پھر خون پیا ہے تم نے
سقراط کو پھر زہر دیا ہے تم نے
نقارۂ اسلام بجانے والو
اسلام کو بدنام کیا ہے تم نے۔۱۱

نسل در نسل رائج جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام نے انسانیت کے تصورات کو ملیامیٹ کر ڈالا ہے۔ طاقت ور افراد کمزور عوام کو محکوم بناتے ہیں اور انھیں مسلسل ذہنی وجسمانی اذیت کا شکار بنایا جاتا ہے۔ غریب کا استحصال کیا جاتا ہے اور انسانیت کے بنیادی مقاصد کو یکسر فراموش کیا جاتا ہے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون رائج ہے۔ لاقانونیت اور ظلم و تشدد کا بازار گرم ہے۔ اپنے کئی دن سے بھوکے بہن بھائیوں کے لیے روٹی چوری کرنے والے کو پکڑ کر حوالات میں بند کر دیا جاتا ہے مگر امیر کے کتے کو فصلوں میں آنے سے روکنے پر غریب کا خون بہانے والے سے کوئی بازپرس نہیں ہوتی۔ ایسے میں عوام کی جان کی قدر و قیمت کیا ہوگی؟

وہی بوسیدہ طرّوں کی نمائش
وہی جاگیرداری کا فسانہ

وہی دہشت وہی دہشت نوازی
وہی جور و تشدد کافرانہ
وہی منشورِ انسانی پہ شب خون
وہی نت واردات غاصبانہ۔۱۲

بخش کی شاعری ایسے انسانوں کا نوحہ ہے جو بھوک اور معاشی مسائل کے بوجھ سے نڈھال ہیں اور دن بھر کی محنت مزدوری کے باجود دو وقت کا کھانا ان کے نصیب میں نہیں ہے۔ حکمرانوں کی بدعنوانیوں اور بدمستیوں کے باعث پڑھے لکھے نوجوان بھی باعزت روزگار سے محروم ہیں۔ امن و امان کی مخدوش صورت حال کے باعث افراد اپنے آبائی علاقے چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبور ہیں۔ جہاں سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے عوام کی جانوں کا نذرانہ معمول کی بات ہے۔

جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر بھاگ جا
حیوان صفت انسان کی وادیوں سے
دور جنگل میں کہیں
ورنہ تجھ کو پھاڑ ڈالیں گے
سیاسی بھیڑیئے
قتل و غارت کا گھناؤنا کھیل
کھیلا جارہا ہے۔۱۳

بات بے بات جنگ کی خواہش کرنے والوں کو انسانیت کی کیا پروا؟ ان کی نظر میں انسان کی کیا وقعت؟ وہ تو بس اپنی اسلحہ ساز فیکٹریوں کی ایجادات کو اقوامِ عالم میں فروخت کرنے کے مقاصد کے پیشِ نظر انسان کو انسان سے لڑانے کے منصوبے پر عمل پیرا ہیں۔ انھیں اس قتل وغارت کا نشانہ بننے والے معصوم افراد سے کوئی غرض نہیں۔ انھیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس جنگی جنوں میں کس ماں کا جگر گوشہ ' کس بیوی کا سہاگ ' کس بہن کا بھائی اور کن بچوں کا باپ لقمہ ' اجل بنا۔ کیسی کیسی آنکھوں سے زندگی کے خواب رخصت ہوئے اور کتنے لوگ اپنے پیاروں سے جدائی پر نوحہ خواں ہیں۔ وہ تو بس فتنہ وفساد کے خاموش تماشائی ہیں۔

جنگ و جدل کے اے متوالو
سچ بتاؤ تم نے کبھی کیا
انسانیت کی آنکھوں کے

خواب اجڑتے دیکھے ہیں
جسم و جاں کے ٹکڑے ٹکڑے
ہوا میں اڑتے دیکھے ہیں۔۱۴

بخش لائل پوری کی شاعری کے حوالے سے درج ذیل اقتباس ملاحظہ کیجیے:

”بخش لائل پوری کی شاعری میں جس قدر سچائی ہے اسے مکمل طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔اگر آج آزادی کے گزرے ہوئے پچاس برسوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح صاف نظر آئے گی کہ انگریز سامراج کا دودھ پانی پی کر جوان ہونے والی ذہنیت یا طاقت کبھی بھی خاموش ہو کر نہیں بیٹھی انھیں جب بھی موقع ملا ہے ملک کو لوٹا ہے اور نوچا ہے اور اسی طرح عوام کو کھسوٹا ہے اور حب الوطنی کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔فرقہ وارانہ اور فاشسٹ خیالات و نظریات رکھنے والی ذہنیت آج پارلیمنٹ اور قانون ساز اسمبلی میں موجود ہے جہاں ہر طرح کی سازشیں جاری ہیں۔دین و ایمان اور مذہب کی دہائی دے کر اسے تختہ مشق بنایا جا رہا ہے اور انسانی حقوق پر شب خوں مارا جا رہا ہے۔ان منفی رویوں اور نتائج سے عوام کی پریشانیاں بڑھتی جا رہی ہیں جنھیں بخش صاحب جیسا حساس شاعر محسوس کرتا ہے۔“۔۱۵

بخش لائل پوری ایسے انسان کو فرشتہ قرار دیتے ہیں جس کا دوسرے انسانوں سے پیار کا رشتہ ہے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ ظلم کی بستی میں سر جھکا کے چلنے کو جرم قرار دیتے ہوئے گردن اٹھا کے چلنے کی ترغیب دیتے ہیں۔نام نہاد ملا نے دنیا کے سامنے اسلام کو جس منفی انداز میں پیش کیا ہے اس سے غیر مسلم اقوام اسلام کو دہشت کا علم بردار مذہب تصور کرتی ہیں۔ان کے نزدیک ہر مسلمان دہشت گرد' قاتل اور خود کش بمبار ہے۔دنیا اسلام کو امن کا دشمن تصور کرتے ہوئے اس کی اصل روح سے انجان ہے اور ان تعبیرات کے ذمہ دار وہ نام نہاد ملا ہیں جو غیر ملکی این.جی.اوز اور ایجنسیوں سے فنڈز حاصل کر کے اسلام دشمن ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔

ہے ان کی حقیقت کیا؟
شہر کا ملا کیا؟
یہ پیرِ طریقت کیا؟۔۱۶

بخش لائل پوری کی شاعری بلاشبہ عصرِ حاضر کے معاش اور امن و سلامتی کے مسائل میں گھرے ہوئے معاشرے کی بھرپور تصویر کشی ہے۔اس شاعری کی خاص بات اس کا رجائی لہجہ ہے جو مصائب کے باوجود امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا اور گھپ اندھیرے میں روشنی اور خزاں میں بہار کا پیام بر ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ بخش لائل پوری 'ابھی موسم نہیں بدلا' لاہور: تخلیقات '۱۹۹۴ء' ص ۱۱۔

۲۔ ایضاً ' ص ۴۲۔ ۳۔ ایضاً ' ص ۶۵۔

۴۔ بخش لائل پوری 'ایک سمندر میرے اندر' لاہور: سارنگ پبلی کیشنز '۱۹۹۸ء' ص ۱۸۔

۵۔ ایضاً ' ص ۲۹۔ ۶۔ ایضاً ' ص ۵۷۔ ۷۔ ایضاً ' ص ۹۸۔

۸۔ بخش لائل پوری 'زمین بولتی ہے' لاہور: ماورا '۲۰۰۱ء' ص ۸۰۔

۹۔ بخش لائل پوری 'بادِ شمال' لندن: انسٹی ٹیوٹ آف تھرڈ ورلڈ آرٹ اینڈ لٹریچر '۱۹۸۹ء' ص ۵۲۔

۱۰۔ سیدہ نسرین نقاش 'مجلّہ انشا' بخش لائل پوری نمبر جلد ۱۳ کلکتہ: نومبر دسمبر ۱۹۹۸ء' ص ۱۱۶۔

۱۱۔ بخش لائل پوری 'زندانِ شہر' برطانیہ: انجمن ترقی پسند مصنفین '۱۹۸۷ء' ص ۱۹۵۔

۱۲۔ ایضاً ' ص ۱۹۶۔

۱۳۔ بخش لائل پوری 'قرض صلیب' کلکتہ: روزنامہ عکاس '۲۰۱۲ء' ص ۶۔

۱۴۔ ایضاً ' ص ۱۶۰۔

۱۵۔ مناظر عاشق برطانوی 'ڈاکٹر' بخش لائل پوری کے ماہیوں کی انفرادیت مشمولہ سوچ سمندر' بخش لائل پوری ' لاہور: جدوجہد پبلی کیشنز ۱۹۹۹ء' ص ۱۸۔۱۹۔

۱۶۔ ایضاً ' ص ۳۹۔

☆☆☆☆☆